مملکت شام کے حضرت شیخ احمد سباعی کی تقریر کا انداز یہ ہے کہ مائیک پہ ایک بھرپور جملہ ادا کر کے مائیک سے ہٹ جاتے ہیں۔ لہرا کر پھر مائیک پر آکر دوسرا بھرپور جملہ ادا کرتے ہیں لیکن حضرت مولانا حفظ الرحمن مائیک کے سامنے سے ہٹتے ہی نہیں تھے۔ ایک بھرپور جملہ کے فوراً بعد دوسرا جملہ ادا فرماتے تھے۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری | اپنے جسمانی تن و توش میں دوسرے مولانا احمد سعید کالی آنکھوں کی نسبت سے دوسرے مولانا شوکت علی سنجیدگی اور وقار سے دوسرے حسین احمد مدنی۔ آنکھوں میں نور کی چمک، محبت رسول کی نشانی جو دوسرے تمام علماء ہند کے ساتھ وصف مشترک تھی۔

شریعت کانفرنس کے موقعہ پر رات کو چوک یادگار پشاور شہر میں ان کی تقریر تھی۔ سٹیج یادگار کے شمالی رخ پر بنا ہوا تھا۔ چوک یادگار کے چاروں طرف بازار میں ہزاروں انسانوں کا مجمع تھا۔ ٹھٹ کے ٹھٹ لگے ہوئے تھے۔ تقریر جاری تھی کہ اتنے میں موسلا دھار بارش ہوگئی۔ شاہ صاحب نے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا:۔

بھائیو! رات کا وقت ہے۔ بارش شروع ہوگئی ہے۔ آپ اجازت دیں تو تقریر ختم کر دوں۔ یار زندہ صحبت باقی!

لوگوں نے یک زبان ہو کر عرض کیا حضور تقریر جاری رکھیں یہ بارش نہیں رحمت الٰہی ہے۔ جو آپ کی تقریر کے دوران شروع ہوگئی ہے۔

رات بھر بارش برستی رہی۔ تقریر جاری رہی۔ بارش ہلکی مگر مسلسل انداز میں برستی رہی۔ جیسے عطر گلاب کی پھوار جو سید صاحب کی تقریر کو سنانے میں مدد دے رہی ہو۔ پوری تقریر کے دوران کوئی بھی شخص اپنی جگہ سے نہیں ہلا۔ ٹھیک ہے بارش کے ساتھ سردی لازمی ہے۔ لیکن حضرت شاہ صاحب کی تقریر نے دلوں میں ایمان کی جو حرارت پیدا کی تھی اس نے جسموں کو بھی گرما دیا تھا۔

مشک و عنبر کی خوشبو! | جمعیۃ علماء ہند کے دوسرے اکابر علماء و مشائخ کے مزارات مقدسہ پر جانا تو مشکل ہوگا۔ حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا مزار مبارک ملتان میں ہے۔ کچی شکل میں مٹی کا مزار ہے مجلہ الحق کے قارئین میں سے جس صاحب کو موقع ملے حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم کے مزار مبارک پر جا کر مٹی کو اپنے ہاتھ میں لے کر سونگھے ارباب بصیرت کو اس سے مشک و عنبر کی خوشبو آرہی ہے۔ حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم نے سٹیج پر تشریف فرما ہونے کے بعد فرمایا:۔

بھائیو! اس یادگار کے چاروں طرف بیٹھنے کی جگہ موجود ہے۔ چاروں طرف کھلا وسیع بازار ہے جس میں آپ حضرات کھڑے ہیں لیکن میں شمال کی جانب رخ کر کے بیٹھ گیا ہوں۔ مدینہ منورہ کا محل وقوع

مکہ مکرمہ کے شمال میں ہے۔ میں دیارِ حبیب کی طرف رخ کر کے بیٹھ گیا ہوں۔ اور پھر حضرت مولانا عبد الرحمٰ
جامی قدس سرہ کے یہ دو شعر پڑھے ؎

نسیما جانب بطحا گذر کن　　ز احوالم محمد را خبر کن
توئے سلطان عالم یا محمد　　ز روئے لطف سوئے ما نظر کن

لوگوں پر وجد طاری ہو گیا۔ اور صلی اللہ علیک یا رسول اللہ کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ یہ تھے، وہ سعید
جو اپنی زندگی میں دینِ محمد کی خوشبو پھیلاتے رہے۔

برادرم مولانا عبد الحق سے درخواست راقم الحروف نے مجلہ الحق کے کسی گذشتہ شمارے میں لکھ
کہ برادرم مولانا عبد الحق بانی دار العلوم حقانیہ اور راقم الحروف عبد الحلیم دونوں کتاب مراح الارواح د
صرف) کی درس میں علاقہ خالصہ کے موضع ملیو گو میں السید الشیخ العالم الفاضل والعارف الکامل س
توکل شاہ قادری کے شاگرد تھے۔ میں اس اپنے ہمدرس بھائی عبد الحق سے بہ ادب درخواست کرتا ہوں
آپ کے جلیل القدر استاد حضرت سید حسین احمد مدنی اور ان کے ساتھیوں نے ۱۹۳۵ء میں صوبہ سرحد
لاکر اسلامی قانون کی مشعل روشن کی تھی ایک ننھا سا پودا لگایا تھا۔ سرحد کی سرزمین کو مشک و عنبر
رسول ؐ کی خوشبو سے معطر فرمایا تھا۔ اس یادگار کو پچاس سال کا عرصہ بیت چکا ہے۔ اس کی سلور جوبلی
اس پچاس سالہ یادگار کانفرنس کی صدارت کے لئے حضرت السید الشیخ سید حسین احمد مدنی کے فرز
ارجمند سید اسعد مدنی سلمہ اللہ کو دعوت دیجئے۔ ہندوستان میں جمعیۃ علماء ہند کا سیمینار منعقد کیا جا رہا ہے
ہیں بھی جمعیۃ العلماء کا سیمینار منعقد کیا جائے۔

برادرم مولانا عبد الحق آپ کا سلسلہ تلمذ مولانا ثناء اللہ پانی پتی الحسنی سید سے ملتا ہے اور میرا سلسلہ
حضرت السید الشیخ عبد الشکور رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے سید عبد الحی الحسنی لکھنوی فرنگی محل سے ملتا ہے۔ عبد
عن عبد الشکور عن عبد الحی عن سید احمد زینی دحلان الحنفی مفتی مکہ مکرمہ۔ ہم نے یعنی عبد الحق اور عبد الحلیم نے
ہند کے فیوضات سے فیض حاصل کیا ہے۔ علماء ہند کے فیوضات سے دامن بھرنے والے صوبہ سرحد میں اس
زیادہ ہیں کہ ایک پوری جمعیت ہے۔ اس جمعیت کا ایک اجتماع لازمی ہے۔ آپ برخوردار عزیزم مولانا سمیع ا
کو اس مہم کے سلسلہ میں ہدایات دے دیں گے تاکہ جمعیۃ العلماء کے ہر ایک مکتبہ خیال کو دعوت دیدیں۔
راقم الحروف آج کل گوشہ نشین ہے۔ سیاست سے کنارہ کش۔ لیکن علم سے تعلق کے ناطے جمعیۃ العلماء ی
آتی رہتی ہے۔ آپ کے ارشادات نے میرے دل کے گوشوں کو گرمایا۔ یہ چند سطور ارسالِ خدمت کر رہا ہوں
پسند کی جائیں تو مجلہ الحق میں اشاعت کے لئے دیدیں۔

شاہ بلیغ الدین

خادمِ قوم

حضرت عُتبہ بن غزوان گورنر بصرہ

زمین صاف ہو گئی تو مسلمانوں نے جنگل سے بانس توڑے، کچھ کے ستون کھڑے کئے، کچھ سے چھپّر بنایا۔ ہوں مکے، مدینے سے کالے کوسوں دُور اللہ کے حضور سر جھکانے کے لئے ایک مسجد بنالی۔ روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مفتوحہ علاقے میں بنائی جانے والی یہ پہلی مسجد ہے۔ یہ مسجد حضرت عُتبہ نے بنائی۔

حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اونچے پورے قد کے آدمی تھے — مردانہ وجاہت کا بڑا چھا پیکر! تیر چلانا خوب جانتے تھے اور ان لوگوں میں شمار ہوتے تھے جن کی تیر اندازی کا دُور دور شہرہ تھا۔ بدر اور احد میں حضرت عتبہ کے جوہر خوب کھلے۔ ابن اثیر لکھتے ہیں ان سب لڑائیوں میں آپ نے شرکت کی جن میں حضورِ اکرم نے حصہ لیا۔ جہاد کا سلسلہ مرتے دم تک جاری رہا۔ حضرت عُتبہ سابقون الاولون میں سے ہیں۔ دو مرتبہ ہجرت کا شرف حاصل ہوا۔ پہلے حبشہ گئے پھر مدینۃ النبیؐ!

۱۴ ہجری میں حضرت عمرؓ نے ایک فرمان جاری کیا تھا۔ یہ حضرت عُتبہ بن غزوان کے نام تھا جو سپہ سالار بن کر جا رہے تھے۔ امیر المومنین کا ارشاد تھا کہ — خدا کی مہربانی اور مدد پر بھروسہ کرکے عرب کے آخری سرے اور سلطنت عجم کے قریب ترین حصے کی طرف کوچ کرو۔ پرہیزگاری کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا۔ خیال رکھو تم دشمن کی سرزمین میں جا رہے ہو۔ میری دعا ہے کہ اللہ تمہاری مدد کرے۔

جو مجاہد حضرت عتبہ کے ساتھ اس موقع پر جا رہے تھے۔ اُن کے علاوہ یمن کے والی علاءؓ الحضرمی کو لکھا گیا کہ عُرفجہ بن ہرثمہ کو اُبلّہ بھیج دیا جائے۔ دجلہ کا ساحلی علاقہ حضرت عُتبہ نے فتح کر لیا۔ اُبلّہ خلیج فارس کی مشہور بندرگاہ تھی۔ یہ عمان، بحرین، ہند اور چین کے سمندری راستے کا مرکز سمجھی جاتی تھی۔ فتوحات کے بعد حضرت عتبہ یہاں کے انتظامات سدھارتے پھر رہے تھے کہ الخُرَیبہ نامی جگہ آ ٹھہرے اور حضرت عمرؓ کو ایک خط لکھا —

مسلمانوں کے لئے ایک ایسا مقام ضروری ہے جسے سرمائی قیام گاہ بنایا جاسکے۔ اور جب وہ لڑائی